رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے، ال ال، بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی ....

سہ ماہی ....

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی ....

سہ ماہی ....

قیمت فی پرچہ (۲ر)

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

جلد (۳) | ۱۹ خورداد ۱۳۵۲ ف | ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ | ۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۲)

فراہمی اغذیہ کا مسئلہ

ریاست ٹراونکور کا جراًت آمیز اقدام

حکومت سرکار عالی کے لئے قابل تقلید نظیر

ٹراونکور میں غلہ کی رسد بڑی حد تک چاول اور دھان پر منحصر ہے جو برما اور برطانوی ہند سے حاصل کی جاتی تھی۔ جاپانی حملہ کی وجہ سے جب برما کی رسد بند ہوگئی تو ٹراونکور کی حکومت نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے برطانوی ہند کی درآمد میں اضافے کی کوشش کی۔ مگر اس میں پوری طرح کامیابی نہ ہوئی اور مقامی چاول اور دھان کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا۔ دھان پیدا کرنے والوں اور ایسے ساہوکاروں نے جن کے پاس دھان کے ذخیرے تھے زیادہ نفع کمانے کے لئے اپنے ذخیروں کے منہ بازار کے لئے بند کردئے۔ اس منزل پر حکومت نے مداخلت کی اور چاول اور دھان کی قیمتوں پر نگرانی مقرر کرکے ذخیرہ جمع کرنے کے خلاف تدبیریں اختیار کیں لیکن ان تدبیروں سے مسئلہ پوری طرح حل نہ ہوسکا۔ حکومت نے فیصلہ کیا کہ دھان پیدا کرنے والوں کی واجبی ضروریات کا لحاظ کرنے کے بعد باقی پوری دھان خرید لی جائے۔

عدالتی اختیارات۔

حکومت نے غلہ سے متعلق اس پالیسی کے اعلان کے بعد غلہ کی خرید کے لئے ایک ہمہ وقتی عہدہ دار کا تقرر کیا اور اسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات دئے گئے۔ اس عہدہ دار کا کام یہ تھا کہ ریاست بھر میں جہاں بھی دھان اور چاول مل سکیں خرید لے جائیں۔ ٹراونکور کے دفاعی قوانین کے تحت حکومت نے ایک حکم کے ذریعہ دھان اور چاول کے تمام خانگی کاروبار کو بند کردیا۔ البتہ حکومت کی اجازت پر کاروبار کیا جاسکتا تھا۔ ساری ریاست میں دھان کی قیمت فی پارا سوا روپیہ مقرر کردی گئی جو گذشتہ سال کے مقابلہ میں ۵۰ فی صد زیادہ تھی۔ ٹراونکور کی حکومت نے جو قیمت مقرر کی ہے وہ کوچین کے مساوی اور برطانوی ہند سے کچھ زیادہ ہے۔ اس بڑھی ہوئی قیمت کے باوجود یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ ذخیرے رکھنے والے اپنی خوشی سے دھان فروخت کرنے لگیں گے۔ اس اسکیم کو کامیاب بنانے کے لئے ضرورت تھی کہ حکومت کوئی اقدام کرے چنانچہ غلہ کے خرید کے عہدہ دار تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو اختیارات دئے گئے کہ وہ خانگی مالکوں سے دھان اور چاول حاصل کرلیں۔

غلہ کی خرید کے سلسلہ میں حکومت نے جو اختیارات غلہ کے خرید کے عہدہ دار کو دئے تھے اس عہدہ دار کی جانب سے یہی اختیارات تحصیلداروں کو بھی حاصل ہوگئے۔

ذرائع خرید۔

غلہ کی خرید کے عہدہ دار جو مقامی پیداوار کی خرید کی حد تک پورے اختیارات رکھتے ہیں ضلعوں کے پنچکاروں کے بورڈ کے تعاون اور مشورے کے بعد کام انجام دیتے ہیں۔ یہی پنچکار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھی ہوتے ہیں جو غلہ کی خرید کے عہدہ دار کو اپنے اپنے علاقوں کی حد تک مشورہ دیتے ہیں غلہ کے خرید کے عہدہ دار کو سب سے بڑی مدد محکمہ مالگزاری سے ملتی ہے۔ اور تحصیلدار غلہ کی خرید کے مددگاروں کے طور پر کام کرتے ہیں۔ یہ تحصیلدار پٹیل پٹواری کے ذریعہ خرید کا کام انجام دیتے ہیں۔ کیونکہ یہی عہدہ دار کاشتکاروں اور زمینداروں سے پوری طرح واقف ہوتے ہیں۔ ہر گاؤں میں ایک مجلس بنائی جاتی ہے جس میں پانچ سے لے کر سات تک غیر سرکاری رکن ہوتے ہیں۔ یہ مجلس غلہ کی خرید اور مقامی مفادات کے سلسلہ میں تحصیلداروں اور پٹیل پٹواریوں کو مشورہ دیتی ہے محکمہ مالگزاری کے سپروائزروں سے ان کے حیثیت کے کام کی بجائے اب یہی عہدہ داروں پر نگرانی کا کام لیا جاتا ہے۔ ریاست میں کل ۳۰ پنچکار ہیں جن میں سے پانچ کا تقرر غلہ کی خرید کے سلسلہ میں کیا گیا ہے۔ ان کے ذمہ یہ کام کیا گیا ہے کہ وہ تحصیلداروں اور پٹیل پٹواریوں پر نگرانی رکھیں ہر مددگار پنچکار کے تحت دو یا تین تعلقوں کی نگرانی کا کام دیا جاتا ہے۔

حکومت کو دھان کی فروخت

ہر زمیندار کے لئے جس کے پاس ایک ایکڑ یا اس سے زیادہ زمین ہے یہ ضروری ہے کہ ہر ایکڑ کے لئے دھان کی ایک خاص مقدار حکومت کو فروخت کرے۔ یہ مقدار فی ایکڑ ۱۵ سے لے کر ۱۰۰ پارا تک مقرر کی گئی ہے۔ مقدار کے مقرر کرنے میں ایک ایکڑ میں سے بھی اس زمین کو لیا جاتا ہے جس میں دھان کی کاشت ہوتی ہے۔ زمیندار اور کاشتکار دونوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مقرر کردہ مقدار حکومت کو فروخت کریں۔ مگر اس سلسلہ میں سب سے بڑی ذمہ داری زمیندار ہی پر عائد کی گئی ہے۔ رکھوں کی بنیاد پر دھان کی فروخت کو یہ طریقہ مجلس منتخبہ کے دو دیوانوں کے اراکین کی سفارش پر اختیار کیا گیا ہے جو مشترکہ اجلاسوں کے بعد حکومت کے سامنے پیش کی گئی تھی۔ (ٹراونکور میں یہ دیوان [illegible]

(بقیہ بر صفحہ ۴)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳ | ۱۹ خورداد ۱۳۵۲ف | نمبر ۲

گرانی کے خلاف ایک مہم کی ضرورت ہے

آج کل درمیانی منافع گیروں کے خلاف ہر طبقہ میں نفرت اور غصہ کا اظہار کیا جارہا ہے۔ لاکھوں پریشان روزگار انسانوں کی لعنت اور ملامت کے باوجود اجناس خوردنی کو ناقابل برداشت گراں قیمتوں پر فروخت کرکے مخلوق خدا کی پریشانیوں میں اضافہ کیا جارہا ہے۔ ملک کے عام غریب اور خاص کر ملازم اور مزدور پیشہ طبقہ کی حالت ناگفتہ بہ ہوتی جارہی ہے۔ جو معاش اور غریب خاندانوں میں فاقوں کی نوبت آگئی ہے۔ گرانی کی وجہ سے ہمارے ملک کی عام اخلاقی حالت بھی بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ ہوس … کے دولت کی … دائیں بڑھتی جارہی ہیں۔ سٹے اور تجارتی جوئے کا رواج ترقی کررہا ہے۔ ملک کو صنعتی نشو و نما کا جو موقع ملا تھا اس میں گرانی ایک طرح سے مزاحم ہو رہی ہے۔ مزدوروں، دفاتر کے عمال اور عام کاروباری طبقوں کی استعداد کارکردگی اور اہلیت متاثر ہورہی ہے۔ مزدور … غذا کم مل رہی ہے۔ ملازمین اور ادنیٰ ملازمین سرکار کو تنخواہ کافی نہیں ہو رہی ہے۔ دوسرے صناعوں اور کاروباری کا کاروبار بھی … جنگ میں اور سامان جنگ کے سلسلہ میں ہر قسم کے مزدوروں کی استعداد اور کارکردگی کو برقرار رکھنے کا سوال بہت اہم ہوتا ہے۔ اکثر سرکاری اور نیم سرکاری کارخانے اس امر کی کوشش کررہے ہیں کہ مزدوروں کے لئے سستا غلہ فراہم کیا جائے۔ لیکن یہ امر ابھی غیر یقینی ہے کہ یہ کوشش حیدرآباد میں کس حد تک کامیاب ہوگی۔ مزدوروں کی مزدوری میں اضافہ کیا جارہا ہے لیکن اس اضافہ سے مزدوروں کی دقتیں دور نہیں ہوسکیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مزدوروں میں ایک طرح کی بے چینی پیدا ہورہی ہے۔ ملک کے کارخانوں میں ہڑتالوں اور … کی ایک وجہ گرانی بھی ہے۔ غریب مزدور طبقوں کے لئے سستے داموں غلہ فراہم کرنا ضروری ہے ورنہ … کارخانوں کے مزدوروں کا … تاثرات کے مزدوروں کا۔

اسی طرح ادنیٰ ملازمین کو گرانی کے مہلک اثرات سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ ادنیٰ ملازمین ہی اکثر صورتوں میں حکومت کی مشینری کے اہم اور زیادہ کام کرنے والے کل پرزے ہوتے ہیں۔ اگر گرانی کی وجہ سے ان کے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کی صورت پیدا ہو تو نظم و نسق میں بہت کچھ خرابیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ … عمال دفاتر جیسے کم تنخواہ پانے والے … اہلکار، منشی، … کے جوان، جمعدار، دفعدار وغیرہ اس طبقہ کے اخراجات بہ نسبت ادنیٰ طبقہ کے کسی قدر زیادہ ہوتے ہیں۔ ان کے بچے بھی تعلیم پاتے ہیں اور ان کی عورتیں پردے میں رہتی ہیں اس لئے روزگار کے حصول میں وہ کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے۔ ایسے لوگوں کے لئے گرانی عذاب جان بن گئی ہے۔ اندیشہ ہے کہ کہیں عمال اس گرانی کا مقابلہ کرنے کے لئے غلط طریقے استعمال نہ کریں اور رشوت ستانی وغیرہ کا بری طرح شکار نہ ہوجائیں۔ اگر ایسی صورت پیدا ہو تو اس کا نظم و نسق پر جو مضر اثر پڑے گا محتاج بیان نہیں۔

حکومت حیدرآباد شاید انہی امور کو پیش نظر رکھ کر گرانی الاونس جاری کرتی جارہی ہے اور اس الاونس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ لیکن گرانی الاونس کا طریقہ ایک بالواسطہ طریقہ ہے گرانی کا مقابلہ کرنے کا ایک براہ راست طریقہ یہ ہے کہ ان اجناس خوردنی کو جو ادنیٰ طبقوں کے لئے ضروری ہیں اور جو ملک ہی میں پیدا ہوتے ہیں گراں ہونے نہ دیا جائے۔ ایسے اجناس میں جوار، مرچ، دال وغیرہ شامل ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ گرانی کے خلاف جنگ کرتے ہوئے سب سے بہتر طریقہ یہ اختیار کرے کہ غذائی پیداوار گراں نہ ہونے دے۔ ضرورت ہے کہ حکومت اجناس خوردنی کو اپنے قبضہ میں لے لے اور درمیانی منافع گیروں کی بجائے غذائی … کے تناسب کرکے غذائی زرعی پیداوار کا کاشتکاروں کو اس قدر منافع دے جو گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں زیادہ ہو۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ملک کے کاشتکار غیر غذائی زرعی پیداوار کی طرف راغب ہوجائیں گے اور غلہ زیادہ اگاؤ کی مہم ناکام رہے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ملک کی دوسری زرعی پیداوار پر بھی نگرانی رکھی جائے تاکہ ان غیر غذائی زرعی پیداواروں کا منافع بھی زیادہ تر کاشتکاروں کو ملے۔ تاجران غلہ کو نفع اندوزی کے لئے آزاد چھوڑنے کے بجائے ضرورت ہے کہ اجناس کی خرید و فروخت کے لئے انجمنیں بڑے پیمانہ پر سارے ملک میں قائم کی جائیں اس طرح زرعی پیداوار کی چاہے غذائی ہو یا غیر غذائی خرید و فروخت میں ایک نظم و ضبط قائم رکھا جاسکتا ہے۔ اور نفع اندوزی کے خلاف ایک کامیاب مہم جاری کی جاسکتی ہے۔ مگر اس کا یہ مقصد نہیں کہ زرعی پیداوار کا کاروبار کرنے والوں کو نفع کمانے کا جو موقع ملا ہے اس سے انہیں محروم کردیا جائے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ غیر معمولی منافع صرف چند خاص افراد کی جیبوں میں نہ جائے بلکہ اس منافع سے ملک کے زیادہ سے زیادہ تاجر استفادہ کریں اور کاشتکاروں کو بھی خاطر خواہ منافع ملے۔ اور ملک کے عام تجارتی کاروبار پر نگرانی قائم رہے کیونکہ جنگ سے پیدا شدہ غیر معمولی حالات میں ملک کی تجارت اور دوسرے کاروبار کو آزاد چھوڑ دینا قرین مصلحت نہیں ہے۔

جنگی منافع گیروں پر غریبوں کے حقوق

سرکاری رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آغاز جنگ سے اب تک تقریباً ۱۲ کروڑ کا مال بہ اغراض جنگ حیدرآباد سے باہر برآمد کیا گیا۔ یہ مال زیادہ تر مصنوعات پر مشتمل تھا اور حیدرآباد کے ان نئے کارخانوں کی پیداوار تھا جو آغاز جنگ کے بعد سے ممالک محروسہ میں سرکاری امداد سے قائم کئے گئے تھے۔ ایسے کارخانوں کی تعداد فی الوقت (۱۶) ہے۔ اغراض جنگ کے لئے جو سامان فراہم کیا جاتا ہے اس پر کارخانہ داروں کو کافی منافع ملتا ہے۔

ان کارخانوں سے قطع نظر ملک میں جو قدیم گرنیاں اور کارخانے قائم ہیں وہ بھی جنگ کی وجہ سے کافی منافع کما چکے ہیں مثال کے طور پر گلبرگہ کی محبوب شاہی ملز کو لیجئے جس کے مالک سیٹھ پنالال لاہوتی ہیں۔ اس گرنی کے حصص کی قیمت پانچسو سے بڑھ کر ۱۹۱ ہزار تک پہونچ گئی ہے۔ یہی حال اور کارخانوں کا بھی ہے۔ کمپنیوں اور کارخانوں سے قطع نظر تاجران غلہ اور بیوپاریوں نے بھی اتنا کما لیا ہے کہ اگر وہ آئندہ دس سال تک کچھ نہ کمائیں اور تعیش و عشرت میں زندگی گزاریں تو انہیں کسی قسم کی مالی تنگی محسوس نہ ہوگی۔

ان حالات میں کیا یہ مناسب اور ضروری نہیں ہے کہ حکومت سرکار عالی ان منافع کمانے والوں پر کوئی ایک ایسا ٹیکس عائد کرے جو غریبوں کی پریشانیاں کو دور کرنے اور قومی تعمیر کی ضروری سرگرمیوں پر صرف

کیا جائے۔ ہمیں توقع ہے کہ اگر ان کو مخلفہ جات اور کمپنیوں کے نفع اس جائز مطالبہ کو خوشی سے قبول کر جائیں گے کیونکہ ان سے حاصل کی ہوئی رقم غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے صرف ہوگی۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں حیدرآباد میں متمول افراد یا اداروں کو کسی قسم کا کوئی ٹیکس دینا نہیں پڑتا۔ اگر یہ کمپنیاں اور کارخانے برطانوی ہند میں ہوتے تو انہیں پتہ چلتا کہ حکومت کے ان پر کیا حقوق ہیں اور ان کے کثیر منافع میں غریبوں کا کتنا حصہ ہے۔ تب انہیں حیدرآباد کا قیام بہشت کے قیام سے کم نظر نہ آتا۔ اگر ان مراعات کے شکریہ میں جو سرمایہ داروں اور تاجروں کو حکومت کی جانب سے حاصل ہیں یہ طبقہ اپنے کثیر منافع کا کچھ حصہ غریبوں کی فلاح کے لئے حکومت کے حوالے کرے تو یہ عمل خود ان کے حق میں بھلا ہوگا۔

چھوٹی ریاستیں حیدرآباد کی سرپرستی میں آجائیں

نمائندہ تاج نے وزیر ہند کے مشورہ سے ایک اسکیم تیار کی ہے اور اس کو نافذ کرنے کا تعین کیا ہے۔ اس اسکیم کے ذریعہ

> "چھوٹی ہندوستانی ریاستوں کو ایسی بڑی ریاستوں میں ضم کر دیا جائے گا جن کے مابین جغرافی یا معاشی یا سیاسی مناسبت ہو۔ اس اسکیم کا مقصد ایسے پریشان کن سیاسی اور انتظامی مسائل کو حل کرنا ہے جو ایسے سینکڑوں سیاسی وحدتوں کے وجود سے پیدا ہوتے ہیں جو ہندوستانی ریاستوں کے زمرہ میں شریک ہیں لیکن یہ وحدتیں اپنے محدود اور خفی ذرائع آمدنی اور ہمسایوں کے تعاون عمل سے عام بے تعلقی کی وجہ سے اپنی رعایا کو خاطر خواہ سہولتیں بہم نہیں پہونچا سکتیں۔"

نمائندہ تاج کے اس اعلان کا مقصد یہ ہے کہ ایسی چھوٹی ریاستیں جو بہ لحاظ رقبہ آمدنی اور آبادی اپنا آپ انتظام کرنے سے قاصر ہیں اور نظم و نسق کی بڑھتی ہوئی ضروریات کی تکمیل نہیں کر سکتیں اور حالات حاضرہ کے تقاضے کے مطابق اپنے نظم و نسق کے معیار کو بلند نہیں کر سکتیں وہ قریب ترین بڑی ریاستوں سے الحاق پیدا کر لیں۔ بڑی ریاستوں سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ ایسی چھوٹی ریاستوں کے باشندوں کے لئے جب ان کا الحاق ہو جائے نظم و نسق کی سہولتیں بہم پہونچائی جائیں ان کے لئے ثانوی اور فنی تعلیم اور صحت عامہ کا انتظام اسی طرح کیا جائے جس طرح بڑی بڑی ریاستیں اپنی رعایا کے لئے کرتی ہیں۔ ان کے لئے شفاخانے اور مدارس کھولے جائیں اور سڑکیں تعمیر کی جائیں کیونکہ ان امور کا انصرام چھوٹی ریاستوں سے ناممکن ہے۔

یہ ایک بہت پرانی تحریک ہے جس کو اب نافذ کیا جا رہا ہے۔ بہ حیثیت مجموعی یہ تحریک چھوٹی ریاستوں کے بقا کے لئے مفید اور ضروری ہے۔ ہمیں امید ہے کہ چھوٹے رؤسا اور ان کے مشیر اس تحریک کا خیر مقدم کریں گے۔

مملکت آصفیہ کے قرب و جوار میں بہت ساری چھوٹی چھوٹی ریاستیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض مثلاً بنگن پلی کسی زمانہ میں سلطنت آصفیہ کا جزو رہ چکی ہے۔ بہرکیف نمائندہ تاج کی تجویز کے مطابق اگر اطراف و اکناف کی چھوٹی ریاستیں مملکت آصفیہ کے سایہ عاطفت کے قبول کرنے پر آمادہ ہوں اور اپنے نظم و نسق کو حکومت سرکار عالی سے ملحق کر کے رہبری حاصل کرنا چاہیں تو ہمیں یقین ہے کہ حضرت بندگان اقدس ایسی درخواست کو منظور فرمائیں گے اور رعایائے آصفی اس تجویز کو اپنے نظم و نسق پر کوئی بار گراں تصور نہ کرے گی۔

نام کاشتکاروں کا نفع ساہوکاروں کا

معزز معاصر "رعیت" نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۹ خورداد میں "جوار فی روپیہ دس سیر" کے عنوان سے تحت ایک اداریہ تحریر کیا ہے جس میں یہ معلوم کرنا چاہا ہے کہ جوار کا فی روپیہ دس سیر کے حساب سے فروخت کیا جانا کس طرح ممکن ہے۔ اس سوال کا جواب معاصر "رعیت" نے خود اپنے اس اداریہ میں ذیل کے الفاظ میں ادا کیا ہے

> "اس کا امکان صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ کاشتکاروں سے فی روپیہ گیارہ بارہ سیر کے حساب سے جوار خریدی جائے۔"

کیا معاصر "رعیت" نا واقف ہے کہ کاشتکاروں سے تاجران غلہ نے بہ زمانہ فصل فی روپیہ پندرہ بیس سیر کے حساب سے جوار خریدی ہے اور اس جوار کو اپنے گوداموں میں جمع رکھا ہے۔ اگر اس جوار کو فی روپیہ دس سیر کے حساب سے فروخت کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو معاصر "رعیت" کو کیوں پریشانی لاحق ہو رہی ہے۔ جو کاشتکاروں کا نام لے کر ساہوکاروں کے مفاد کے تحفظ کی کوشش ایک ایسی زرائی منطق ہے جس کی کم از کم معاصر "رعیت" سے ہمیں توقع نہ تھی۔

اگر کاشتکار کو اس کی محنت کا کوئی بے زیادہ بھی معاوضہ مل سکے تو ہم سب خوش ہوں گے لیکن کاشتکار کے ساتھ عوام کے جذبات ہمدردی کو ابھار کر ساہوکار یا تاجر خود نفع اٹھانا چاہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ شعور عامہ اب بیدار ہو چکا ہے اور عالمگیر گرانی نے زرا رہا سہا ہے وہ دروں پردہ کو فاش کر دیا ہے۔

معزز معاصر "رعیت" ایک طرف یہ لکھتا ہے کہ "نفع اندوزی کا سد باب کیا جانا ضروری ہے" اور دوسری طرف نفع اندوزی کے سد باب کی تجاویز پر نکتہ چینی کرتا ہے اور ان کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ کاشتکاروں کے ساتھ ہر شریف انسان کو ہمدردی ہے اور ہونی چاہیے لیکن کاشتکاروں کے مفاد کو آڑ بنا کر اگر تاجر اور ساہوکار اپنا شکار کھیلنا چاہیں تو عوام ایسا ہرگز نہ ہونے دیں گے۔

ورنگل میں پوشیدہ ذخائر

ہنمکنڈہ ۵ اور خورداد کل رات رام لال صاحب نائب تعلقدار ورنگل نے شہر ورنگل میں بذات خود بعض ہوٹلوں اور دوکانوں پر دھاوا کیا اور شکر کے چند تھیلے برآمد کئے جو بیان کیا جاتا ہے کہ ناجائز طور پر ذخیرہ کئے گئے تھے۔

سرکاری دوکانوں پر جو ہجوم ہوتا ہے اس سے فائدہ اٹھا کر بیان کیا جاتا ہے کہ بعض چھوٹے دکاندار اپنے کارندوں کے ذریعے مختلف اشیاء سرکاری دکانوں سے حاصل اور گراں فروخت کرتے رہتے ہیں۔ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ اب اس کے انسداد کے لئے مقامی طور پر لوگوں کی مردم شماری کرلی جا رہی ہے تاکہ صحیح طور پر ہر فرد کو اس کا حصہ مل جائے۔

عام طور پر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس سال آبی اور تابی کی کاشت بہت اچھی طرح بارآور ہوئی ہے اور کوئی تعجب نہیں کہ زمینداروں اور دیسمکھوں وغیرہ کے پاس اناج چھپے ہوئے ہوں۔ اس بنا پر یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ کاشت موجودہ جو وقتاً فوقتاً ضلع میں موجود ہونے چاہئیں وہ اس قدر ہوں کہ چارہ و تنگی کسی اور قسم کی پیدا ہی ہے تو ضلع کے باشندوں کو غلہ مل جائے۔ (ا۔ پ)

حیدرآباد میں صنعتی تحقیقات

جنگ کے باعث نئے کارخانوں کا قیام

ممالک محروسہ سرکار عالی سے ختم جنوری ۱۹۴۳ء تک جنگی اغراض کے لئے جو مصنوعات فراہم کی گئیں ان کی مجموعی قیمت تقریباً دو کروڑ پندرہ لاکھ روپے ہے۔ چنانچہ اب اس ضمن میں تقریباً بیس لاکھ روپیہ مالیت کی اشیاء ماہانہ فراہم کی جا رہی ہیں۔

صنعتی ترقی۔

(۱) حیدرآباد اسٹارچ پروڈکٹس لمیٹڈ۔ اس کارخانہ کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ مشینیں اور موٹریں وغیرہ نصب کر دی گئی ہیں لیکن ڈرائنگ پلانٹ ابھی تک لنکا سے نہیں آیا۔ توقع ہے کہ یہ کارخانہ جلد کام شروع کر دے گا۔

(۲) حیدرآباد پلاسٹک لمیٹڈ۔ اس نئی صنعت کو جاری کرنے کے لئے ضروری انتظامات شروع کر دئے گئے ہیں۔

نئے کارخانے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں ضروری صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے حسب ذیل کارخانے قائم کئے گئے:

(۱) حیدرآباد آئرن اسٹیل ورکس لمیٹڈ
(۲) حیدرآباد کیمیکل اینڈ فارمیسیوٹیکل ورکس لمیٹڈ
(۳) حیدرآباد لاکھ ورکس لمیٹڈ
(۴) آرڈیننس کلوتھنگ فیکٹری
(۵) آرگنائزیشن فار مینوفیکچر آف ٹنٹس
(۶) نظام ٹنٹ فیکٹری
(۷) پنالال اینٹی گیس فیبرکس لمیٹڈ
(۸) اسپال کیمیکل انڈسٹریز
(۹) پول سرجیکل اینڈ ڈریسنگ ورکس

اسی سال حسب ذیل کارخانوں کی تعمیر کا بھی آغاز ہوا اور یہ کام تیزی سے جاری ہے:

(۱) حیدرآباد اسٹارچ اینڈ گلوکوز لمیٹڈ
(۲) حیدرآباد ووڈ لمیٹڈ
(۳) حیدرآباد ویجیٹیبل آئل پروڈکٹس لمیٹڈ
(۴) حیدرآباد کیمیکلس اینڈ فرٹیلائزرس لمیٹڈ
(۵) حیدرآباد لیدر گڈس فیکٹری

تحقیقات و دریافت۔

(۱) ویجیٹیبل آئل ولکنائزیشن کمیٹی۔ طباعتی روشنائی کی تیاری کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ موم جامہ بنانے کا کام جاری ہے اور بعض اچھے نمونے تیار کئے جا چکے ہیں۔

(۲) فائر ریسرچ کمیٹی۔ آگ اور پانی سے محفوظ رہنے والے تختوں کی تیاری کے لئے تجربات جاری رہے اور ریشہ بیلکا کے مرکب اور جھنکوں کے مختلف تناسبات کی آزمائش کی گئی چنانچہ قابل اطمینان نمونے تیار کرنے میں کامیابی ہوئی ہے۔

(۳) فارمیسیوٹیکل اینڈ ڈرگس کمیٹی۔ جنگیا سے خالص خمیر تیار کرنے کے لئے تجربات شروع کئے گئے اور اس کا ایک تیار شدہ نمونہ حیدرآباد کیمیکل اینڈ فارمیسیوٹیکل ورکس لمیٹڈ کے پاس اظہار رائے کے لئے روانہ کیا گیا ہے۔

(۴) ہیوی کیمیکلز کمیٹی۔ الومینا برک سے فوبا علحدہ کرنے اور کھالی نکلنے سے تیزاب حاصل کرنے کے بارے میں تحقیقات کی گئی جو اب مکمل ہو چکی ہے۔ ہڈیوں سے گلو حاصل کرنے کے تجربات بھی ایک پائلٹ پلانٹ کے ذریعہ کئے جاتے رہے۔

(۵) سیرامک ریسرچ کمیٹی۔ کاربونیٹ سے برا چینی مٹی کے چند نمونے تیار کرکے ان کا تجربہ کیا گیا اور آزمائش کے لئے یہ نمونے سرپور کے کارخانہ کاغذ سازی میں روانہ کر دئے گئے۔ خالص چینی مٹی کے بعض اور نمونے کانچ کے ورکس اور حیدرآباد گلاس ورکس کے پاس بھی اسی غرض سے روانہ کئے گئے ہیں۔

صنعت پارچہ بافی کے لئے مناسب چینی مٹی تیار کرنے کی غرض سے لوہے کو بجز خارج کر دینے کے تجربات بھی کئے گئے جو اب تک جاری ہیں۔

۱۹۴۲ء میں سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ بورڈ نے (۵۷) صنعتی مسائل پر توجہ کی جن میں سے (۱۹) کے متعلق تجرباتی کام اطمینان بخش طریقہ پر مکمل ہو گیا (۴) کے بارے میں تفصیلی اسکیمیں مرتب کی گئیں اور باقی ماندہ سے متعلق ضروری امور کی انجام دہی جاری ہے۔

فراہمی اغذیہ کا مسئلہ

سلسلہ صفحہ اول

اور جنرل اسٹیٹ کونسل کے نام سے موسوم ہیں)

دھان کی فروخت کے سلسلہ میں یہ رعایت بھی رکھی گئی ہے کہ اگر فصل خراب ہو جائے یا کسی زمین سے اچھی طرح غلہ پیدا نہ ہو سکے تو گاؤں کی مجلس کے مشورہ کے بعد مقرر کردہ مقدار میں کمی بھی کی جا سکتی ہے تاکہ رعایا کو پریشانی سے بچایا جائے۔ مقرر کردہ مقدار کے علاوہ اگر کسی زمیندار یا کاشتکار کے پاس اپنی گھریلو یا فصل اگانے کی ضرورت سے زیادہ دھان ہو تو اسے حکومت کے ہاتھ فروخت کرنا ضروری ہے اگر کوئی شخص ۱۵۰ پارہ دھان یا ۷۵ پارہ چاول سے زیادہ ذخیرہ رکھنا چاہتا ہو تو اسے غلہ کی خرید کے عہدہ دار یا اس کے مقرر کردہ عہدہ دار سے اجازت لینی ضروری ہے۔ اور یہ اجازت بھی اسی صورت میں دی جاتی ہے جب اس کا اطمینان ہو جاتا ہے کہ واقعی اس شخص کو اتنی ہی مقدار کی ضرورت ہے۔ شبہ کی صورت میں متعلقہ عہدہ دار گاؤں کی مجلس سے مشورہ کرتا ہے۔ اجازت شدہ مقدار کے علاوہ باقی ذخیرہ حکومت کے ہاتھ فروخت کرنا ضروری ہے۔

مناسب تقسیم۔

دھان اور چاول کے سلسلہ میں اتائی کو رعایا کی مانعت اور قیمتوں کا تعین خانگی حقوق میں مداخلت کے برابر ہے۔ مگر جنگ کی وجہ سے جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس پر قابو پانے کے لئے اس قسم کی تدبیریں ناگزیر تھیں۔ ان تدبیروں کو روبہ عمل لانے میں حکومت کی دلی خواہش یہی تھی کہ بیچ کے آدمیوں کو ختم کرکے منافع حاصل کرنے کے ذریعوں کو مسدود کیا جائے اور اس طرح غلہ کی مناسب تقسیم عمل میں آئے۔ اس اسکیم کو چلانے کے لئے حکومت نے اس کی پوری کوشش کی کہ غلہ پیدا کرنے والوں پر کسی طرح کا بار نہ پڑنے پائے کیونکہ صرف ان ہی کی محنت اور کوشش سے زیادہ اگاؤ کی مہم کامیاب ہو سکتی ہے۔ دھان کی کاشت میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے اس کی قیمتوں میں مناسب اضافہ کیا گیا اور گاؤں کی غیر سرکاری مجلس قائم کی گئی تاکہ وہ کاشتکاروں کے مفادات کی حفاظت کے سلسلہ میں مشورہ دے اور اس اسکیم کو چلانے کے لئے ہر طرح کی رہنمائی کرتی رہے۔ فصلوں کی خرابی اور مقامی حالات کی ناموافقت کی وجہ سے مقررہ مقدار حاصل نہ کی جا سکتی ہو تو کاشتکاروں کو مشکلوں سے بچانے کے لئے ہر قسم کی رعایت کی جا سکتی ہے۔

اسکیم کے نتائج۔

حکومت نے اس اسکیم کے لئے ۲۶ لاکھ روپے منظور کئے ہیں جو ریاست میں دھان کی خرید پر صرف کئے جائیں گے یہ رقم تحصیلداروں میں ان کی ضرورتوں کے لحاظ سے تقسیم کر دی گئی ہے۔ خرید کا کام ہر متعلقہ میں جاری ہے مارچ ۱۹۴۳ء کے وسط تک دھان کی کل مقدار جو خریدی ۴۳

۳

گئی دس لاکھ پارہ ہے۔ صرف تین مہینے ہوئے کہ اس اسکیم پر عمل شروع کیا گیا ہے۔ ابھی تک جو نتیجے حاصل ہوئے ہیں وہ بہت امید افزا ہیں۔ ریاست کے ان علاقوں میں جو دھان کی کاشت کے لئے مشہور ہیں، جیسے کرناٹاؤ اور کال کوٹیم میں دھان کی کاشت ابھی شروع ہوئی ہے۔ حکومت ان دونوں علاقوں اور دوسرے مقاموں سے علم تقسیم کے لئے کئی لاکھ پارہ دھان خریدے گی۔ عام پبلک نے اس اسکیم کا پرجوش خیرمقدم کیا ہے۔ اور اس کو چلانے میں حکومت سے پورا تعاون کر رہی ہے۔ دھان کی خرید کے لئے جو عہدہ دار مقرر کئے گئے ہیں انہیں پوری طرح ہدایت کی گئی ہے کہ وہ رعایا کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں اور کسی طرح کی بیزاری پیدا نہ ہونے دیں۔ اس اسکیم کی کامیابی کا دارومدار عہدہ داروں کے طریقہ عمل اور پرخلوص کوششوں میں مضمر ہے۔

سٹہ بازوں کو حکومت سرکار عالی کی تنبیہ

حیدرآباد ۔ ۱۷ خورداد ۔ ایک صحافتی اعلامیہ ظاہر ہے کہ حیدرآباد میں رجسٹر شدہ صنعتی حصص بالخصوص حال میں قائم شدہ کمپنیوں کے حصص کی قیمتوں میں جو غیر معمولی اضافہ ماہ رواں میں ہوا ہے اس کو حکومت سرکار عالی کامل لحاظ و تشویش کی نظر سے دیکھ رہی ہے۔ کافی تحقیق کے بعد حکومت کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ کمپنیوں کے حصص کی قیمتوں میں اضافہ کا سبب خاص کر سٹہ بازوں کا عمل ہے جس سے نتیجۃً صرف چند اشخاص کو فائدہ پہونچتا ہے اور زیادہ تر اشخاص غیر ضروری تکالیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ نیز اس سے حیدرآباد کی پبلک کی سرمایہ لگانے کی عادت پر بھی برا اثر پڑنا لازمی ہے۔

زمانہ جنگ میں حیدرآباد کی صنعتی ترقی کو کافی تقویت پہنچی ہے اور حکومت متعلقہ اشخاص کو یہ تنبیہ کرنا چاہتی ہے کہ اگر ان کی موجودہ سرگرمیاں جاری رہیں تو حکومت کو سرمایہ لگانے والوں کے حقیقی مفاد کی خاطر اور باشندگان حیدرآباد میں سرمایہ لگانے کا شوق بڑھانے کے لئے ایسے تدابیر اختیار کرنا پڑیں گی اور جو ان مقاصد کے تحفظ کے لئے ضروری ہوں۔

(۲) حکومت اس کو اپنا فرض تصور کرتی ہے کہ وہ پبلک کو اس امر سے آگاہ کر دے کہ وہ صنعتی حصص کے حقیقی کاروبار کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس امر کا یقین رکھتی ہے کہ حصص کی قیمتوں میں گذشتہ چند مہینوں جو اضافہ ہوا ہے وہ متعلقہ صنعتوں کی ترقی سے جو جنگ کی وجہ سے انھیں نصیب ہوئی ہے کوئی تناسب نہیں رکھتا۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حال میں قائم شدہ کمپنیوں کے حصص درخواستیں قبول کرنے کے فوراً بعد اور حقیقی حصص تقسیم کرنے سے پہلے ۱۰ سے ۲۵ فیصد تک بیرپریمیم پر مقرر کئے جاتے ہیں اس لئے حکومت حقیقی سرمایہ لگانے والوں کو مشورہ دیتی ہے کہ وہ کمپنیوں کے حصص کو ان کی حقیقی تقسیم سے پہلے پریمیم پر خریدنے سے پہلے بہ پریمیم پر وقیمت سے احتراز کریں اور تمام صورتوں میں جبکہ حصص کی قیمت نقد ادا کی جائے (۲۴) گھنٹوں کے اندر اپنے حصص کے حصول پر اصرار کریں اور طریقہ کار سے سٹہ بازوں کی روک تھام ہوگی جو چند اشخاص کے مفاد کے لئے قیمتوں کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(۳) حکومت اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتی ہے کہ اگر سٹہ اندوزی میں بازار میں حصص کی قیمتوں کو مصنوعی طور پر بڑھانے کی کوشش کرتے رہیں گے تو ایسے رجحان کے انسداد کے لئے حکومت کی جانب سے ہر ممکن کوشش کی جائے گی اور ایسے سٹہ بازوں کے خلاف بروقت اور مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ حکومت انسدادی تدابیر کے متعلق غور کر چکی ہے اور اگر سٹہ باز اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں گے اور پبلک حکومت کے بیان کردہ امور میں تعاون نہ کرے گی تو اس برائی کے انسداد کے لئے جو حیدرآباد میں پہلی مرتبہ رونما ہوئی ہے اور آگے چل کر ممکن ہے کہ حیدرآباد کی سرمایہ لگانے والی پبلک کے مفادات کو نقصان پہونچائے سخت تدابیر اختیار کی جائیں گی۔

(ی۔پ)

چھوٹی ریاستیں بڑی ریاستوں میں ضم کر دی جائیں

نمائندہ تاج کا فیصلہ

نئی دہلی ۱۵ اپریل۔ ایک کمیونکے میں اعلان کیا گیا ہے کہ نمائندہ تاج نے ایک ایسی اسکیم کا تصفیہ کر لیا ہے جس کے ذریعہ چھوٹی ہندوستانی ریاستوں کو ایسی بڑی ریاستوں میں ضم کر دیا جائے گا جن کے ساتھ ان کی جغرافیائی یا معاشی و سیاسی مشابہت ہے۔ اس اسکیم کا مقصد ایسے پریشان کن سیاسی اور انتظامی مسائل کو حل کرنا ہے جو ایسے سینکڑوں سیاسی وحدتوں کے وجود سے پیدا ہوتے ہیں جو ہندوستانی ریاستوں کے زمرہ میں شریک ہیں لیکن یہ وحدتیں اپنے محدود ارضی ذرائع آمدنی اور قریبی تعاون عمل سے نفرت کے باعث اپنی رعایا کو خاطر خواہ سہولتیں بہم نہیں پہونچا سکتیں۔

کمیونکے میں قانون ۱۹۳۵ء کے زمانہ قبل میں اس مسئلہ پر جو مباحث ہوئے اُن کا اور ان تجاویز کا حوالہ دیا گیا ہے جو مہاراجہ بڑودہ نے اس وقت پیش کی تھیں۔ اس میں مزید یہ کہا گیا ہے کہ اس کے بعد سے ان تجاویز کے اصولوں اور ایک وسیع اساس پر اس مسئلہ کو حل کرنے کی ایک تازہ کوشش کی گئی ہے تاکہ دیگر بڑی ریاستوں کو ایسی چھوٹی وحدتوں سے متعلق جن کے ساتھ ان کی جغرافیائی، معاشی اور سیاسی مشابہت ہے اس قسم کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے کا موقع دیا جائے۔

اس عمل کی کہ چھوٹی وحدتوں کو بڑی ریاستوں سے وابستہ کر دیا جائے ضرورت اور عملی صورت سے متعلق تفصیلی و مقامی تحقیقات کے نتیجہ کے طور پر نمائندہ تاج نے وزیر ہند کے مشورے سے اس اسکیم کو روبہ عمل لانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اس اسکیم کی تفصیلات کی منظوری بھی دے دی گئی ہے جن کی وجہ سے یہ اسکیم عملی صورت اختیار کرے گی۔ ایسی ریاستوں کو جن کے حق میں یہ ذمہ داریاں منتقل کی جائیں گی اور ایسی وحدتوں کو جن کی ذمہ داریاں منتقل کی جانے والی ہیں ان تفصیلات سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ ان وحدتوں کا مجموعی رقبہ (۰۰۰،۷) مربع میل آبادی (۸) لاکھ اور سالانہ آمدنی کا اندازہ ستر لاکھ ہے۔

نمائندہ تاج کی رائے میں کسی ریاست کے وجود کی اہمیت کی آخری کسوٹی یہ ہے کہ اس میں اپنی رعایا کی مرفہ الحالی کے سامان فراہم کرنے کی کس قدر صلاحیت

ہے۔ ان کا خیال ہے کہ عالم دلگیر ہے۔ وہ بیان کسی شافی کا عمل بالکل حق بجانب ہے۔

اس مقصد سے کہ اقل ترین تاخیر کے ساتھ اس اسکیم کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ لفٹنٹ کرنل جی بی ولیمس کا تقرر متعلقہ رقبہ میں کیا گیا ہے۔

(ا۔پ)

صدر روزولٹ کا دوسرا خفیہ سفر

میکسیکو کے صدر سے ملاقات

واشنگٹن ۲۱ اپریل۔ صدر روزولٹ نے دوسری مرتبہ ایک غیر ملک کا خفیہ طور پر دورہ کیا۔ کل رات انھوں نے میکسیکو کے ایک شہر سے صدر کامانچو کے ساتھ اپنی گفتگو نشر کی۔ امریکی عوام کے لئے یہ پہلی خبر تھی جس سے انہیں معلوم ہوا کہ ان کے صدر ریاستہائے متحدہ کے باہر گئے ہوئے تھے۔

مسٹر روزولٹ کی نشری تقریر

صدر روزولٹ نے یہ وضاحت کی کہ انہیں ریاستہائے متحدہ اور میکسیکو کا کوئی بڑا مسئلہ حل کرنے کے سلسلہ میں یہ سفر درپیش نہیں ہوا کیونکہ یہ تو دونوں ممالک کے تعلقات بڑھانے کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

مسٹر روزولٹ نے کہا کہ دونوں ممالک کو آزادی اس لئے حاصل ہوئی کہ دونوں مشترکہ امور پر لڑنے اور جان دینے کے لئے تیار تھے۔ موجودہ جنگ میں بھی وہ مشترکہ مدافعتی تدابیر کی حد تک تعاون کر رہے ہیں۔ انھوں نے جو سبق حاصل کیا وہ یہی ہے کہ دونوں کے تصورات ایک ہی ہیں اور وہ ایک ساتھ کام کر سکتے ہیں۔ یہی وقت ہے جبکہ امریکی جمہوریتوں میں سے ہر ملک کے ہر شہری کو سمجھنا چاہئے کہ اچھے ہمسایہ کی پالیسی کا کیا مطلب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ایک جمہوریہ کو نقصان پہنچے تو وہ سب کو نقصان پہونچنے کے مرادف ہوگا۔

صدر میکسیکو کی تقریر

صدر میکسیکو نے اپنی تقریر میں اپنے ملک اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مشترکہ مقاصد کا ذکر کیا اور کہا "ہم ایک ساتھ زندگی گذارنا اور ان لوگوں کی ہمیشگی کی دھمکیوں سے آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ جو اندرونی و خارجی میدان عمل میں برتری حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس کا نتیجہ تشدد و موت اور تمدن کی تباہی کے سوا اور کچھ نہیں"۔

(ا۔م)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

"رعیت" کے نامہ نگار خصوصی نے گذشتہ ہفتہ بمبئی منڈل کی مجلس عاملہ کی مکمل روداد نہایت مشرح و بسط کے ساتھ شائع کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا ساہوکار نامہ نگار "رعیت" بن گیا ہے یا اخبار "رعیت" نے کسی بڑے ساہوکار کو اپنے نامہ نگار کی حیثیت سے مقرر کیا ہے۔ جس اخبار کے نامہ نگار ایسے مالدار لوگ ہوں اس اخبار کی مالیات کے کیا کہنے۔ لیکن اس خبر میں کوئی اصلیت نہیں کہ مالداروں کا یہی طبقہ اخبار کی پالیسی کو کنٹرول کرتا ہے۔

ایک طالب علم نے تحریر کیا ہے کہ سارقین کے لفظ سے ہمارے کان آشنا تھے لیکن آج کل اجناس خوردنی کی بحث کے سلسلہ میں صارفین کا لفظ بہت استعمال کیا جا رہا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ صارفین سے کیا معنی ہیں اور سارقین و صارفین میں کیا فرق ہے؟

ہم نے جواب دیا کہ جو لوگ بازار سے غلہ خرید کر اپنی خانگی ضروریات کے لئے صرف کرتے ہیں ان کو صارفین کہتے ہیں اور جو لوگ نفع اندوزی کی خاطر غلے کے ذخائر چھپا رکھتے ہیں اور اس کو چور بازار میں فروخت کرتے ہیں ان کو سارقین کہا جاتا ہے۔

ایک مراسلہ نگار نے تحریر کیا ہے۔

"میں نے باوثوق ذرائع سے سنا ہے کہ ہماری حکومت نے حکومت بمبئی کو (۲۵) ہزار تھیلے جوار برآمد کئے۔ طبقہ ساہوکاران کے ایک لیڈر بھی جوار کے تھیلوں کے ساتھ بمبئی پہنچ گئے تاکہ یہ مال فروخت کرکے روپیہ لیتے آئیں۔ وہاں پہنچنے کے بعد سیٹھ صاحب یا نامہ نہاد راجہ صاحب کو ایک اطلاع ملی کہ جو جوار وہ اتنے فاصلہ سے لائے ہیں قابل نہیں کہ حکومت کی سکیم کے تحت فروخت کی جائے۔ اس انکشاف کے بعد ہی سیٹھ صاحب یا راجہ صاحب نے ہماری حکومت کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ مزید (۲۵) ہزار تھیلے جوار روانہ کی جائے۔ فرمائش کی تکمیل ہو گئی اور یہ نئی جوار حکومت بمبئی کے حوالہ کر کے گیارہ روپیے فی تھیلہ کے حساب سے رقم اٹھائی گئی۔ پہلی جوار جو سیٹھ صاحب کی نظر میں حکومت بمبئی کے تحت ایک ناقابل خرید تھی بمبئی کے چور بازار میں (۳۱) روپے فی تھیلہ کے حساب سے فروخت کی گئی۔ اس طرح (۲۵) ہزار تھیلوں پر نامہ نہاد راجہ صاحب نے (۲½) لاکھ منافع کمایا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس خبر میں کوئی اصلیت ہے؟"

افسوس ہے کہ چور بازار کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالنے سے ہم قاصر ہیں لیکن ہم مراسلہ نگار صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ ان کی اطلاعات اتنی سنسنی خیز نہیں جتنی کہ وہ اطلاعات ہیں جو ہمیں آئے دن پہونچتی رہتی ہیں لیکن ہم تو مدد داخلت حیدرآباد کے خوف سے انہیں شائع نہیں کرتے البتہ جب کبھی ایسی اطلاع سنتے ہیں تو دبی زبان سے یہ مصرع گنگناتے ہیں۔ مصرع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

محکمۂ اعداد و شمار کی ایک تازہ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلدہ حیدرآباد و مضافات میں غیر شادی شدہ لڑکیوں کی تعداد تقریباً (۱½) لاکھ ہے۔

اس کی وجہ بجز گرانی کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ معلوم نہیں کتنی لاکھ غدار لڑکیاں ساہوکاروں کی کوستی ہوں گی۔ اگر ان (۱½) لاکھ میں سے مسلمان لڑکیوں کی تعداد پچاس ہزار بھی فرض کر لی جائے تو فی نکاح پانچ روپے کے حساب سے قاضی صاحبان کا طبقہ (۲½) لاکھ کی جائز آمدنی سے محروم رہا اور نہیں معلوم کتنے برہمن تاریل (لڈو) اور دکشنا کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

ایک صاحب کی یہ تجویز ہے کہ "انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس" کا نام "انجمن انسداد بے رحمی برا اولاد آدم" ہونا چاہیے۔

ہم اس تجویز کو جناب سیٹھ لکشمی نواس گنیرِوال صاحب کے سپرد کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک دوست نے ہم سے ہمارے سیٹھ ساہوکاروں بڑے تاجر (انجمن انسداد بے رحمی بر جانوران) کو قیاساً چلے دیتے رہتے ہیں۔ یہ سن کر ہم نے کہا کہ اچھی بات ہے اب کی دفعہ اگر کسی بڑے سیٹھ سے ہمیں ملاقات کا موقع ملے تو اس شعر سے انہیں مخاطب کیا جائے گا ہے

مردماں را کجا کنی محروم
تو کہ با جزوراں نظر داری

ہماری گذشتہ اشاعت میں "اشارات" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا تھا اس کو پڑھ کر ایک صاحب نے مسکراتے ہوئے یہ مصرع گنگنایا

بعد از سر من کس نیکو نشد شدہ باشد

جوار کو عام طور پر جواری کہا جاتا ہے۔ ایک صاحب نے اپنے خط میں جوار کو جواری لکھا۔ پڑھنے والے نے اس کو پیش کے ساتھ پڑھا۔ کچھ دیر بعد مکتوب الیہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ شرمندہ ہونے لگے۔ ان کی شرمندگی کو دور کرنے کے لئے ہم نے انہیں یقین دلایا کہ آج کل جوار کے بیوپاری جواری (پیش سے) بنے ہوئے ہیں اس لئے آپ نے کوئی بڑی غلطی نہیں کی۔ اس تفہیم کے بعد صاحب موصوف مطمئن ہو گئے۔

میں نے اس کے قبل بھی متعدد بار اس امر کا اظہار کر دیا ہے کہ کیپٹی ساہوکاران فراہمی اجناس اور موجودہ صورت حال کے مقابلہ کے لئے سرکار کے ساتھ تعاون عمل کر رہی ہے اور اس وقت تک اس کے ارکان نے ملک اور قوم کی خاطر گرانقدر ایثار سے کام لیا ہے۔ (سیٹھ لکشمی نواس گنیریوال)

معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کے انقلاب کے ساتھ ساتھ الفاظ کے معنی بھی بدلتے جا رہے ہیں۔ اخفائے اجناس کے معنی فراہمی اجناس اور سرکار سے تعاون عمل کے ہو گئے اور نفع اندوزی کے معنے ایثار کے۔ انجمن ترقی اردو کے ارباب حل و عقد کو چاہیئے کہ اردو لغت میں ان الفاظ کے جدید معنے درج کر لیں۔ ہماری یہ سوچی رائے ہے کہ اس انکشاف کے صلہ میں سیٹھ لکشمی نواس گنیریوال کو لسانیات کا نوبل پرائز دیا جانا چاہیئے۔

اس وقت ملک کے بعض جرائد جن کو طبقہ ساہوکاران سے لغض للٰہی ہے کشن داس گوپال داس صاحب کی اس یادداشت کو بنیاد بنا کر واقعات کو رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کر رہے ہیں اور حقیقت حال پر پردہ ڈالنے کی سعی جاری ہے۔ (سیٹھ لکشمی نواس گنیریوال)

سیٹھ صاحب کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ جب تک "رعیت" کا ترجمان ساہوکاروں کا ترجمان بنا ہے ملک کے دیگر جرائد کی یہ کوشش کہ حقیقت کو بے نقاب کیا جائے ناکام رہے گی۔ زیادہ سراسیمگی کا کوئی وجہ نظر نہیں۔

گرانی اور ساہوکار

از

جناب سید محی الدین قادری صاحب

بازار میں ہر شئے گران ہے گرانی کا ایک دائرہ بن گیا ہے اگر اس دائرہ سے چند اشیاء کو ارزان کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کے اثرات دوسری قیمتوں پر بھی پڑ سکتے ہیں۔ اگر یاقوت گران ہو جائیں یا زمرد تو اس گرانی سے بہت کم لوگ متاثر ہوں گے لیکن جوار گران ہو جائے یا ڈالی اور مرچ تو اس گرانی کا اثر تمام ملک پر پڑتا ہے اور بیچارے غریب تو اس بلائے ناگہانی سے بیکس و بے یار و بے مددگار رہ گئے ہیں۔ غربت جب اپنی انتہائی صورت پر پہونچ جاتی ہے تو ملک اور قوم کو بے حد پریشان کن اور مہلک حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذہنی انتشار اس کا سب سے بڑا اور لازمی نتیجہ ہے اس قسم کا معاشی شعور اور ذہنی انتشار اگر کوئی مناسب راستہ اختیار نہ کرے تو عام زندگی میں امن اور سلامتی کو قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے تاریخ کی معاشی تعبیر کرنے والے دنیا کے بڑے تمدنی اور سیاسی انقلابات کو اسی قسم کی پریشانیوں کا باعث بتلاتے آئے ہیں نہیں معلوم کہ ہندوستان کے غریب جو آج کل کے مصنوعی قحط سے متاثر ہو رہے ہیں اُن کا کیا حشر ہوگا۔

گرانی ایک قحط ہے اور وہ بھی ایک مصنوعی قحط مصنوعی اس لئے کہ اس میں علاوہ عالمگیر جنگی اور سیاسی حالات کے درمیانی نفع اندوزوں تاجروں ساہوکاروں اور بیوپاریوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ جس طرح حکومتیں اخلاقی اور تعزیری جرائم کے خلاف سنگین سزائیں عائد کرتے ہیں اسی طرح اس معاشی اور اخلاقی جرم یعنی گرانی پھیلانے کے خلاف بھی ویسے ہی آئینی قوانین نافذ ہونے چاہئے جو ملک کے امن عام کے محافظ اور معین ہوتے ہیں۔

گرانی پر قابو پانے کی ہماری حکومت حیدرآباد نے بھی برطانوی ہند کی اتباع یا اس کے ایما پر بہت سی ترکیبیں کیں لیکن حالات کا تجربہ سے گہرا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ گرانی نرخ اشیاء کے اثرات کس طرح نقصان دہ رہے اور کہاں تک گرانی نرخ اشیاء کا کام اکثر صورتوں میں بعد از وقت کیا گیا۔

ملک کے ہر طبقہ اور مسلک کے قائدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اثرات اور وسائل کی امداد سے اس مقصد کی تعمیر کریں کہ بالخصوص اس ریاست اور مدت میں زرعی محصول کی حالت سالہائے ماضیہ کے مقابل میں اس سال بہت اچھی رہی۔ حکومت کے خاص حکم کی بناء پر برآمد پر بھی پابندیاں قائم کی گئیں۔ ما بعد بازار یا جبر طریقوں سے کروڑ گیری کی چوکیوں کو اندھیرے میں چھوڑ کر ملک کی زرعی پیداوار کی برآمد تو وہ بھی اس قدر نہیں ہو سکتی کہ جوار کے ستر لاکھ ٹن اور دوسرے اجناس خوردنی کے لاکھوں ٹن جو ملک کی ضروریات سے کہیں زیادہ ہے سب کے سب بیرونی بازاروں میں بھیج دئے جائیں یہ لاکھوں ٹن کے ذخیرے کس کے پاس کہاں اور کس طرح پوشیدہ ہیں اگر پوشیدہ نہیں ہیں تو کس بازار میں فروخت ہو رہے ہیں اور کہاں جمع ہو رہے ہیں کیا کاشتکاروں نے سارا غلہ اپنی جھونپڑیوں میں روک لیا ہے یا ملک کے بڑے بڑے ساہوکاروں نے یہ لاکھوں من غلہ کہاں اور کونسے مضبوط تہ خانوں میں محفوظ کر دیا ہے یہ چند دریافت طلب امور ہیں جو اجناس خوردنی کی گرانی کے اندفاع میں زیر غور آ سکتے ہیں۔

آئندہ فصل کا انتظار کرنا کہ آئندہ فصل کاشتکار سے غلہ خریدا جائے گا ایسے زمانہ میں جبکہ حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف ہے کہ ملک کے نفع خور ساہوکاروں کو ملک کے غریب باشندوں کی اکثریت کا خون چوسنے دیا جائے بعض حلقے اس خلاف میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ساہوکاروں اور درمیانی نفع اندوزوں سے قانون نافذ کرکے جبراً کم قیمتوں پر غلہ خرید کرنے سے داموں میں عوام کو غلہ فراہم کرنے سے ساہوکار یا درمیانی نفع اندوز ہزاروں فرقہ داری اور سیاسی فتنے لاکھڑا کریں گے۔ لیکن ان فتنوں کو فرو کرنے کے لئے۔ ملک کے لاکھوں غریب اور پریشان حال عارفین حکومت کی تائید میں بہت کچھ کر سکتے ہیں اور ملک کے کاشتکار بھی۔

گرانی کی وجہ سے ملک کے کاشتکاروں کو کوئی خاص فائدہ نہ ہو سکا۔ دیہات کے کاشتکاروں کو ساہوکار نقصان اور بار و اڑی اس طرح نقصان پہونچا رہے ہیں جس طرح کہ وہ اب تک کرتے آئے ہیں۔ باوجود صیانت قرضہ اور انتقال اراضی کے قوانین کے ملک کا "کاشتکارہ" ابھی ان قرض دہندوں کے شکنجہ میں اس بُری طرح سے پھنسا ہوا ہے کہ وہ زرعی اجناس کی قیمتوں کے اضافے سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

اگر کاشتکاروں میں شعور اور بیداری پیدا کی جائے اور حکومت کی جانب سے خرید و فروخت کے مناسب طریقے اختیار کئے جائیں اور غیر معمولی منافع سے فائدہ اٹھانے کا کاشتکار کو موقع دیا جائے تو ملک کی عام غربت جو زراعت پیشہ اکثریت میں ہے دور کی جا سکتی ہے اور درمیانی نفع اندوز جو اپنے مقاصد کے لئے ان کسانوں کو جلاتے رہتے ہیں اُن پر کافی نگرانی قائم کی جائے مگر فی الحال رکھنے کا وہ طریقہ یہی ہے کہ غیر معمولی حالات کے تحت خاص خاص زرعی پیداوار اور بالخصوص اجناس خوردنی کی پوری تجارت حکومت قلیل ترین منافع کے اصول پر اپنے قبضہ میں لے لے۔ اس سے یقینی طور پر ملک کی مجموعی آبادی کا ۴ فی صد طبقہ یعنی غلہ کے تاجر اس انتظام سے متاثر ہوں گے لیکن بقیہ ۹۶ فی صد ملک کے باشندے (حیدرآباد کی آبادی کے حساب سے دو کروڑ انسان) اجناس خوردنی کی حد تک گرانی کے عذاب سے چھٹکارہ پائیں گے۔

حکومت اور ملک کے قائدین کو موقع کی نزاکت کے لحاظ سے یہ فرض ہے کہ وہ کم از کم اجناس خوردنی کی گرانی کو دور کرنے کی کوشش کریں آئندہ جوار کے سلسلہ میں حیدرآباد کے عوام کو آگاہ کیا جائے گا۔ کہ ملک کے جوار کے بیشمار اندوختے زیادہ فائدہ کمانے کی ہوس میں روک لئے گئے ہیں ان اندوختوں کو جو ملک کے ساہوکاروں کے دست بازو ہاتھوں میں ہے کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے ایسی ناگہانی معاشی دقتیں جیسے کہ آج کل کی گرانی ہے اسے ترغیبی یا رضاکارانہ طریقوں سے پند و نصائح کے پیرایہ میں دور نہیں کیا جا سکتا بلکہ راستے دام کے زیر اثر ایک ایسے عارضی قانون کی ضرورت ہے جو کم از کم اجناس خوردنی کی حد تک نافذ کئے جا سکتے ہیں اور خالص اجناس خوردنی کی حد تک بیجا درمیانی نفع اندوزی کو عارضی طور پر یک لخت روک دیا جا سکتا ہے۔

اخبار مملکت کے ملنے کے پتے

احمدیہ پریس چار مینار — حیدرآباد دکن

سید محمد نواز دکجنٹ اخبارات مستعد پورہ گلبرگہ

دکن بک ڈپو — ناندیڑ

مکتبہ ابراہیمیہ — نامپلی

نشرگاہ حیدرآباد سے کفایت شعاری کی تلقین

خواتین کا خواتین سے خطاب

موجودہ جنگ کے پیدا کردہ حالات کے تحت روزمرہ اخراجات میں کفایت شعاری سے کام لینے کی شدید ضرورت ہے اور کفایت شعاری سے بہتر نتائج اسی صورت میں مترتب ہو سکتے ہیں جب کہ گھر کی مالکہ اس اصول کو اختیار کرے۔ چنانچہ نشرگاہ حیدرآباد نے حال ہی میں خواتین کے لئے ایسی چند تقاریر کا انتظام کیا تھا جن میں کفایت شعاری کی اہمیت اور ضرورت واضح کی گئی۔ ان میں سے چار تقاریر کے اقتباسات درج ذیل ہیں۔

مسز عبدالحفیظ نے اپنی تقریر میں اس امر کی وضاحت کی کہ اگر دنیا کو نازیوں کے نظریات سے محفوظ رکھنا ہے تو اشیاء مایحتاج کی قلت اور ان کی قیمتوں میں اضافہ کو لازمی طور سے برداشت کرنا ہوگا۔ چنانچہ وہ تمام افراد جو آزادی اور امن کو برقرار رکھنے کے خواہاں ہیں انہیں چاہیے کہ وہ موجودہ دشواریوں کو برداشت کریں اور حالات سے مطابقت پیدا کریں۔ مسز عبدالحفیظ نے اپنے سامعین کو یہ مشورہ دیا کہ اشیاء خوردنی کو ذخیرہ کرنے سے محترز رہیں، لباس جیسی شدید ضروریات زندگی بھی بلا ضرورت نہ خریدیں اور اشیاء تعیش کی خریداری یکسر موقوف کر دیں ان اصولوں پر عمل کرنے سے بڑی کفایت ہوگی اور کفایت شعارانہ زندگی بسر کرنے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ جو بچے اس ماحول میں پرورش پائیں گے وہ کفایت شعاری سیکھ جائیں گے اور فضول خرچی سے دور رہیں گے۔ مسز عبدالحفیظ نے شادیوں میں قیمتی تحائف دینے کے طریقہ اور زیادہ جہیز حاصل کرنے کی خواہش کو ناپسند کرتے ہوئے کہا کہ ایسے زمانہ میں جبکہ لاکھوں اشخاص کے فاقہ کشی میں مبتلا ہو جانے کا امکان ہے جواہرات کا استعمال بڑی سنگ دلی اور بے رحمی ہے۔

۲۔ لطیف النساء بیگم نے اپنی تقریر میں یہ خیال ظاہر کیا کہ چونکہ اکثر اشخاص کا معیار زندگی ان کے وسائل سے بڑھا ہوا ہے اس لئے نہ صرف زمانہ جنگ میں بلکہ زمانہ امن میں بھی کفایت شعاری اختیار کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ چنانچہ انہوں نے مثال کے طور پر قیمتی فرنیچر کے عام استعمال کو غیر ضروری قرار دیا اس لئے کہ صاف ستھرا فرش اس سے زیادہ آرام دہ ہوتا ہے اور سامعین کو یہ مشورہ دیا کہ اس گرانی کے زمانہ میں قیمتی پکوانوں کے بجائے جوار، گیہوں یا باجرہ کی روٹی چاول اور ایک دو خوش ذائقہ سالن سے زیادہ کھانوں کا اہتمام نہ کریں۔ باورچی خانہ اور طعام خانہ کی نگرانی خود گھر کی مالکہ کرے کیونکہ اگر یہ کام صرف خادموں پر چھوڑ دیا گیا تو فضول خرچی، آمیزش اور چوری کا سد باب کرنا بہت دشوار ہوگا۔

لطیف النساء بیگم نے اوسط طبقہ سے خاص طور پر اپیل کی کہ وہ مغربی طرز معاشرت یا اپنے ملک کے امیر طبقہ کی نقالی ترک کر دیں اور عادتوں کی اصلاح پر زور دیتے ہوئے انہوں نے یہ اپیل کی کہ تمام اشخاص نہ صرف الکوحل اور تمباکو بلکہ چائے اور کافی استعمال کرنے کی عادت بھی ترک کر دیں کیونکہ یہ سب انسانی زندگی کے لئے نہ صرف غیر ضروری بلکہ مضرت رساں بھی ہیں۔

خانہ داری کرنے والی خواتین کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے لطیف النساء بیگم نے یہ مشورہ دیا کہ ڈبہ کی چیزیں اور بازار کے پکوان استعمال نہ کریں کیونکہ اگر بسکٹ اور کیک وغیرہ گھر میں تیار کئے جائیں تو باہر کی بہ نسبت عشر عشیر لاگت بھی نہیں آتی اور تھوڑی سی محنت اور ذرا سی توجہ سے اچار چٹنی اور مربہ وغیرہ بھی بآسانی اور بہت کفایت سے گھر میں تیار کئے جا سکتے ہیں۔ لطیف النساء بیگم نے جوار کی روٹی اور باجرہ کے بسکٹ کا استعمال ضروری قرار دیا اور اس امر پر زور دیا کہ جہاں تک ہو سکے تکلفات برتنے کا طریقہ ترک کر دیا جائے۔

۳۔ مسز صوفی نے کپڑوں کی خریداری میں کفایت شعاری کو ملحوظ رکھنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا کہ عورتیں بالعموم خریداری کے اصول سے واقف نہیں ہوتیں اور کسی دوکان میں داخل ہونے کے بعد ایسی ہر چیز خریدنا چاہتی ہیں جو ان کو پسند آ جائے چنانچہ گھر جانے کے بعد انہیں یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے غیر ضروری اور ناموزوں چیزیں تو خرید لی ہیں لیکن دراصل جس چیز کی ضرورت تھی وہ خریدنا باقی ہے۔ لباس کے بارے میں تازہ ترین رجحان یہ ہے کہ وہ سادہ اور آرام دہ ہو۔ قیمتی کپڑوں کا اب رواج نہیں رہا اور بہت دولتمند خواتین بھی سوتی ساڑیاں اور جاکٹ استعمال کرتی ہیں۔ چنانچہ مسز صوفی نے خواتین حیدرآباد کو یہ مشورہ دیا کہ وہ سنگاریڈی، کریم نگر، اورنگ آباد اور ناندیڑ میں بنا ہوا کپڑا استعمال کریں اور اپنے پرانے کپڑے ضائع نہ کریں کیونکہ یہ کپڑے معمولی رد و بدل اور کاٹ چھانٹ کے بعد بچوں کے کام آ سکتے ہیں۔

۴۔ مسز انور اللہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ انسانی ضروریات میں بہت زیادہ لچک ہے۔ اگر ضروریات کو کم کیا جائے تو وہ بہت محدود ہو جاتی ہیں اور اگر بڑھایا جائے تو ان کی کوئی حد نہیں رہتی۔ چنانچہ انہوں نے جا بے جا موٹروں کے شوقیہ استعمال اور سینما تفریحوں اور ضیافتوں جیسے سامان تعیش کو ناپسند کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ان لوگوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے جو بہت ہی ابتر حالت میں ہیں اور جنہیں کھانا اور کپڑا تک نصیب نہیں اور اگر ہم نے اس بات کو ملحوظ رکھا تو یقیناً ہم ضروریات زندگی میں بھی کفایت شعاری کو پیش نظر رکھیں گے۔

دکنی ریاستوں کا مجوزہ وفاق

نظم و نسق کو بہتر بنانے کا واحد مرکز

میرج ۱۰ اپریل

کسی صورت میں ہندوستانی ریاستوں بالخصوص چھوٹی ریاستوں کے وجود کو آئندہ صرف اس طرح برقرار رکھا جا سکتا ہے کہ وہ مجوزہ اسکیم کو غیر مشروط طور پر قبول کر لیں۔ دکنی ریاستوں کے نظم و نسق کو زیادہ سے زیادہ ہموار یکساں اور موثر بنانا چاہئے ہے یہ الفاظ دکنی ریاستوں کے وفاقی دستور کے دیباچہ میں درج ہیں جو دکنی ریاستوں کے نمائندگان کی مقرر کردہ کمیٹی نے تیار کیا ہے۔ دکنی ریاستوں کے باشندگان کی جو تیرہویں مجلس میرج میں مسٹر ایم۔ ایس انیے کی صدارت میں بمقام جام کھنڈی منعقد ہوئی۔ اس میں دکنی ریاستوں کے وفاقی دستور پر غور و بحث کی جائے گی۔

کمیٹی کی رائے میں اکل کوٹ، اوندھ، جام کھنڈی، جت، جنجیرہ، سانگلی، سونت واڑی، مدھول، کولہاپور، کرندواڑ کلاں و خورد، مدھول، بھاتن، میرج کلاں و خورد، رام درگ، اور جنجیرہ دکنی ریاستوں کے وفاق میں شرکت کا حق رکھتے ہیں۔

دستور کی رو سے صدر وفاق والیان ریاست کی جانب سے اختیارات عاملہ بلا واسطہ یا ایسے عہدہ داروں کے ذریعہ استعمال کرے گا جن کو وفاقی مقننہ نے ایسے اختیارات دئیے ہوں۔

وفاقی عاملہ صدر اور وزراء کی کونسل پر مشتمل ہوگی۔ وفاقی مقننہ دو ایوانوں وفاقی کونسل اور وفاقی اسمبلی پر مشتمل ہوگی۔ کونسل میں (۱۷) والیان ریاست شامل ہوں گے اور وہ مستقل حیثیت رکھے گی۔ اسمبلی کے اراکین ریاستی مجالس مقننہ ہر ریاست کی آمدنی کے لحاظ سے وفاق کے اخراجات معین کرے گی وفاق کی ایک مشترکہ عدالت عالیہ ہوگی جس کے صدر ایک یا ایک سے زیادہ جج ہوں گے۔ جن کو وفاقی عاملہ مقرر کرے گی۔

قانون کی نظر میں وفاقی ریاستوں کا ہر شہری مساوی حقوق کا مالک ہوگا اور اس کو تقریر اجتماع اور نقل و حرکت کی آزادی حاصل ہوگی۔

وفاق حدالتہائے فوجداری و دیوانی محکمہ جات کوتوالی، فوج، تعلیم، محکمہ چنگی، تبرآت، معاہداتی حقوق واجبات اور محکمہ بیرون کا نظم و نسق چلائے گی۔

انسانیت کا دوست اور کائنات کا محرم راز

اقبال کی خدمت میں ڈورس چیراڈ کا خراج تحسین

آج صبح جب میں ایک کھچا کھچ بھرے ہوئے سینما ہال میں بیٹھی دو ہزار کے مجمع کو دیکھ رہی تھی جو مجسم شوق بنا اقبال پر مقالے اور تقریریں سن رہا تھا تو میں نے یہ محسوس کیا کہ ہندوستان کا مستقبل بہت شاندار ہے۔ ایک ایسا ملک جہاں سارے کے سارے نوجوان جمع ہو کر ایک بہت بڑے ترقی پسند شاعر کے پرستار ہیں یقینی طور پر گہرے احساسات اور عمیق جذبات کو پرورش دے سکتا ہے۔ جنگ سے پہلے انگلستان میں ہم دو ہزار نوجوانوں کا کوئی ایسا مجمع اکٹھا نہیں کر سکتے تھے جس میں تمام طبقات کے نوجوان یہاں تک کہ ادنیٰ متوسط طبقے کے نوجوان بھی صبح ساڑھے آٹھ بجے ریٹ، آڈن یا ورڈسورتھ (سپنڈر؟) جیسے شاعروں کا کلام یا تعریف سننے جمع ہوئے ہوں۔ شہ نشین پر امیروں وزیروں اور شاعروں کی نشستیں تھیں اور حاضرین میں جوان بوڑھے سب بیٹھے تھے جو شاعر اعظم سے متعلق ایک ایک لفظ سننے کے مشتاق نظر آتے تھے۔ میں اور کیری کی بیاتیجی اس پر جوش مجمع کو دیکھ رہی تھی۔ سارا ہال ہمہ تن متوجہ تھا۔ نہ جانے شاعر کے فکر و خیال کے کون سے گوشے بے نقاب ہو کر حاضرین کو بے خود کئے ہوئے تھے۔ بد قسمتی سے مجھے اردو نہیں آتی۔ اور میں اقبال کے صرف اس کلام سے واقف ہوں جس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ مگر ان ترجموں سے میں نے اس حقیقت کو پا لیا ہے جو شاعر اعظم کے قلب میں شرارہ بنا کر چمک رہی تھی۔ اقبال کی شخصیت میں انسانیت نے ایک دوست کو اور کائنات نے ایک محرم راز کو پا لیا تھا۔ وہ دنیا والوں کو ایک پیام دے گیا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس کی شاعری کے گلستان سے کتنے ایسے ہیں جو مستفید ہو رہے ہیں۔ آج صبح اقبال سے متعلق جس شوق کا اظہار کیا جا رہا تھا تو میں سوچ رہی تھی کہ اقبال کے پرستار شاعر کے فن شعر اور جذبۂ انسان دوستی پر مٹے ہوئے ہیں یا اس کی مذہب پرستی پر بے خود ہیں۔ کیونکہ شاعر نے ان تینوں کو ایک ہی قم میں خوشہ دے کر دنیا کے آگے پیش کیا ہے۔ اقبال کی شاعری کے یہ تینوں عنصر ایک دوسرے سے الگ نہیں کئے جا سکتے۔ اگر یہ الگ الگ ہو جائیں تو اپنا اثر کھو بیٹھیں۔ ان تینوں کی ہی آمیزش سے اس نے اپنی شاعری کا پیکر تیار کیا ہے جو جلال بھی ہے اور جمال بھی۔ اور جس سے انسانی خودی قوت بھی حاصل کرتی ہے اور نور بھی۔ دنیا میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں۔ کوئی ملک اس سے محفوظ نہیں ہے۔ یورپ میں ہمارے شاعر زندگی کی حقیقتوں کو اجاگر کر کے انسانی مساوات کے قیام کے لئے ایک بہتر دنیا کی تعمیر کی فکر کر رہے ہیں۔ محاذ جنگ پر اس لئے جانیں دی جا رہی ہیں کہ ایک بہتر دنیا وجود میں آ سکے۔ اقبال نے بھی اسلام کو یہی پیام دیا ہے کہ ایک بہتر دنیا تعمیر کی جائے۔ مگر صرف "خیالات" اور الفاظ سے نہ کوئی بہتر دنیا تعمیر کی جا سکتی ہے اور نہ عوام کو اس بوجھ سے چھٹکارا مل سکتا ہے جس کے نیچے وہ دبے جا رہے ہیں۔ اقبال کے پرستاروں اور معتقدوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس شاعر اعظم کے خیالات کو عملی جامہ پہنائیں۔ بڑا آدمی تو دنیا والوں کو ایک پیام دے جاتا ہے۔ اس پر عمل کر کے منزل تک پہونچنا قوم کا کام ہے۔ اور یہی اس کی شاعری کا حاصل بھی ہے۔

اقبال کا مقام بہت بلند ہے مگر وہ اپنی قوم کو بلند تر دیکھنے کا آرزومند ہے۔ کیونکہ وہ اپنے پرستاروں پر یہ فرض چھوڑ گیا ہے کہ اس کے خیالات کو عملی جامہ پہنائیں۔ ہر فن کار یا رہنما کا یہی حال ہے۔ شاعر تو صرف بیج بو دیتا ہے پھر پودے کو پروان چڑھانا قوم کا فرض ہے۔

مجھے امید ہے کہ دنیا جب موجودہ دیوانگی کے دور سے گزر جائے گی تو ہم پھر جرأت کر کے آرٹ اور مذہب کی طرف رجوع ہوں گے۔ مذہب سے میرا مقصد کٹر پن نہیں بلکہ میں اسے وسیع معنوں میں استعمال کر رہی ہوں میرا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک اعلیٰ قوت پر ایمان اور اعتقاد رکھیں۔ آرٹ سے میرا مقصد صرف مصوری یا نقاشی نہیں ہے بلکہ آرٹ یہ ہے کہ ہم رہنے سہنے کے شریفانہ طرز سے واقف ہوں ایک دوسرے سے تعلق سوچیں اور ایک دوسرے کو سمجھیں۔ ایک ایسا انسان جو دوسرے انسانوں کے دکھ درد کو محسوس کرتا اور ان کی کمزوریوں کو سمجھتا ہے۔ وہی اصل میں سب سے بڑا فن کار ہے۔ ہندوستان میں ہم اپنے اردگرد ایسی غریبی دیکھتے ہیں کہ اکثروں کو اگر دن میں ایک بار کھانا میسر آ جائے تو یہ ان کی خوش قسمتی ہے۔ اگر ہم اپنے ملک کے بدنصیبوں اور محتاجوں کی بہتری کے لئے ان میں کچھ بھی نہ کر سکیں تو رات میں ہمیں بے فکری سے سونے کا کوئی حق نہیں۔ اس کام میں ہمارا حصہ چاہے کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو ... مگر ہمارے جیسے ہی لاکھوں قطروں سے دریا میں روانی آ سکتی ہے۔ اور ملک کی سوکھی کھیتی شاداب ہو سکتی ہے۔ اگر صرف چند لوگ بہت زیادہ ہی دان پن کریں تو کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ صرف غریب ہی غریب کی مدد کر سکتا ہے جو محنت سہتا ہے وہی دوسرے کے دکھ درد پر تڑپ اٹھتا ہے۔ جو کبھی جوکا رہا ہو وہ بھوک کی آگ کو کیا جانے۔ اور جب غریبوں کی یگانگت دولتمندوں سے بدلہ کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکے گی اس وقت کہیں امیروں کو یہ معلوم ہوگا کہ وہ غریبوں سے الگ ہو کر نہیں جی سکتے۔ آج جب میں نے نوجوانوں کے اس مجمع کو دیکھا تو اس خیال سے مسرت ہوئی کہ اس ملک کا آئندہ مستقبل ایسے ماحول میں پرورش پا رہا ہے جو اپنے ملک کے بڑے آدمی (شاعر) کی قدر کرتے اور سننے کا ایسا پر جوش جذبہ دل میں چھپائے رکھتا ہے۔ مجھے اس سے بڑھ کر اس وقت مسرت ہوگی جب میں یہ جان لوں گی کہ اس ملک کے نوجوان نہ صرف اپنے بڑے آدمی کی تعریف سننے ہی کے شائق ہیں بلکہ اس کے نصب العین کو حقیقت میں بدلنے کے لئے بے چین بھی۔ سب سے بڑی زندگی وہی ہے جو دوسروں کے لئے دی جائے۔ دنیا کی سب سے بڑی مسرت بھی یہ ہے کہ ... دوسروں کو دیتے رہیں۔

میں ―― صرف مجسمہ ساز ہوں عبارت سازی میرا کام نہیں میں نے جو کچھ کہا ہے اپنے جذبات کی شدت سے متاثر ہو کر کہا ہے۔ مگر میری خواہش ہے کہ کسی وقت اقبال کی کسی نظم یا شعر کو مجسم کر کے دکھاؤں

"عمر جوانی کو جنگا دنیا ہے مست خواب ہے"

اگر میں اقبال کے اس مصرعہ کا پیکر تراشوں تو وہ ایک یادگار چیز ہوگی۔

سوویٹ روس کو اتحادی امداد

ایم میسکی کی تقریر

سوویٹ حکومت سرخ فوج اور روسی عوام نے شاہی بحریہ اور اتحادی بحریہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے روس کو اسلحہ فراہم کئے۔ روسی سفیر متعین لندن ایم میسکی نے کل سوویٹ سفارت خانہ میں اپنے استقبال پر اپنے ہم وطنوں کی جانب سے ہدیہ ارادت پیش کیا اور برطانوی بحری افسروں کو روس جانے والے بہترین ہمت و استقلال سے کام لینے پر تمغہ جات پیش کئے۔

سوویٹ یونین کو اتحادیوں کی امداد کا اقرار کرتے ہوئے ایم میسکی نے کہا کہ ان شمالی جہازوں نے روسی محاذ پر صاحب تدبیروں میں بڑا حصہ لیا ہے شمالی بحری راستہ قریب المختم ہے۔ بحر اور اس کو گرد دوہ (؟) کیا رے لیکن وہ اپنی قسمت سے نہیں بچ سکتے۔

شاہی بحریہ کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے ایم میسکی نے کہا کہ برطانوی بحریہ نے گزشتہ تین چار سال میں بہت کچھ کیا ہے اس نے شہری برتری اور اس کے مضبوط مقامات کی بڑی سختی سے ناکہ بندی کر دی تھی اور اتحادی اقوام کے لئے سمندری راہیں کھلی رکھی تھیں اسی وقت سے روسی بحری قوت نے برطانیہ اور امریکہ سے اتحادیوں کو بڑی تیزی سے امداد پہنچائی تھی اور خاص طور پر روس کو تمام دشمنوں کے حملہ کا مقابلہ کرنے میں ایم میسکی نے کہا کہ مجھے

اس میں شبہ ہے پر کوئی شک نہیں کہ برطانیہ گذشتہ جنگ کی طرح اس مرتبہ بھی مکمل طور پر آمد ورفت میں جا پڑے گا۔

(دانش)

اُردو مرکزی اسمبلی میں

مرکزی اسمبلی میں بجٹ کے سلسلے میں آل انڈیا ریڈیو بجٹ کاٹ کی تحریک کا موضوع تھا۔ اس سلسلے میں جو باتیں ریڈیو کی زبان کے متعلق ہوئیں ان کی مجمل تفصیل بیان پیش کی جاتی ہے۔ نواب صدیق علی خان صاحب محرک تھے انھوں نے تحریک پیش کرتے ہوئے آل انڈیا ریڈیو کی اس پالیسی کی مخالفت کی کہ اُردو کی بجائے جو تمام ملک میں سمجھی جاتی ہے بےتکلف سنسکرت اور ہندی کے لفظ اور مشکل غیرمانوس لفظ بے تحاشہ استعمال کئے جاتے ہیں۔ پنڈت نیل کنٹھ داس نے اس کی حمایت کی کہ جو زبان عام طور پر ملک میں سمجھی جاتی ہے اس کو بڑھنے اور ترقی کرنے دینا چاہئے۔ مسٹر جمناداس مہتہ نے کہا کہ براڈکاسٹ میں ایسی زبان ہونی چاہئے جو تمام ملک میں سمجھی جائے یہ کرائے دار میں حد ہو سکے۔ مسٹر ظفر علی خان نے کہا کہ میں اس بات میں اس وجہ سے شریک ہو رہا ہوں کہ ہندوستان کی ایک مشترک زبان کے مخالفات میں کچھ کیا گیا ہے۔ مخالفت کے ممبروں میں سے ایک نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا کہ کسی زبان کے آسان لفظ استعمال کئے جائیں اور وہ سب محسوس کرتے ہیں کہ اُردو ایسی زبان ہے جو بنیادی طور پر ایسی بنائی گئی کہ ملک کے تمام حصوں کے لوگ اور سرحد پار کے آدمی بھی اس کے ذریعے ایک دوسرے سے بات چیت کر سکیں۔ اور یہ کہ اُردو میں جیسے آپ اسے ہندوستانی کہیں، تمام زبانوں کے لفظ شامل ہیں جیسے انگریزی، فرانسیسی، سنسکرت، عربی اور فارسی اور یہ بڑھنے والی زبان ہے۔ تھا ابھی جنوبی ہند میں گیا تھا۔ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ مدراس کے رنگروٹ دس دن میں معمولی خیالات سادہ ہندوستانی میں ظاہر کر سکتے تھے اور دس ہفتوں میں اس زبان کے واقف اور خواندہ ہو گئے۔ موصوف نے رواداری اور سمجھوتے کے لئے اور جلد بازی کے خلاف ملک کے لئے ایک عام مشترک زبان کی تشکیل کی اپیل کی۔ اسمبلی کی اس اردو پر ہماری حاشیہ آرائی محض طوالت ہے۔ یہی اور ایسی ہی (...) کے حضرات اور اپیل دوسرے وقتوں میں بھی چاہیے تھیں۔

(ہماری زبان)

حالیہ واقعات لاتور کی کامل تحقیقات

حالیہ واقعات لاتور کی تحقیقات کے لئے بارگاہ خسروی سے حسب ذیل کمیٹی کا تقرر منظور فرمایا گیا ہے۔

(۱) سی جے۔ ڈبلیو ٹیلی اسکوایر آئی سی ایس صدر ناظم مال۔ صدر نشین کمیٹی۔

(۲) مسٹر عبدالحمید خان صاحب ایچ سی ایس رکن کمیٹی

(۳) دیوان بہادر آراوموو ڈو آئینگار صاحب ایڈوکیٹ

کمیٹی مذکور کو حسب ذیل اختیارات عطا فرمائے گئے ہیں

(۱) حسب قوانین نافذہ طلبی گواہان وقلمبندی بیانات بذریعہ حلف وطلبی دستاویزات بہ اجرائی کمیشن بغرض قلمبندی بیانات و معائنہ موقع۔

(۲) تحقیر عدالت کے جرائم میں اختیارات مندرجہ باب ۳۰ ضابطہ فوجداری سرکار عالی جہاں تک کہ وہ متعلق ہو سکتے ہوں۔

(۳) کمیٹی مذکور مندرجہ ذیل امور کی تحقیقات کرے گی۔ فسادات لاتور اور اس کے اسباب بالخصوص۔

(الف) ۲۹۔ دی بہشت ۱۳۵۲ف مطابق ۹ مارچ ۱۹۴۳ء کے واقعات کی حقیقت معلوم کرنا۔

(ب) اس امر کی رپورٹ کرنا کہ آیا پولیس کا فائرنگ کرنا حق بجانب تھا اور موقع کے حالات کے لحاظ سے اس کی ضرورت تھی۔

(ج) اس امر کی رپورٹ کرنا کہ آیا مجروحین کے ساتھ مناسب سلوک کیا گیا اور مہلوکین کی نعشوں کے ساتھ مناسب عمل ہوا۔

(د) مناسب سفارشات پیش کرنا۔

کمیٹی کو اپنی رپورٹ ۱۰ خورداد ۱۳۵۲ف تک حکومت کے ملاحظہ میں پیش کر دینی چاہئے۔

ضابطہ کارروائی

(۱)۔ معائنہ موقع کے بعد کمیٹی شہادت قلمبند کرے گی شہادت کھلے اجلاس میں قلمبند ہوگی جہاں تک ممکن ہوگا بیانات لاتور میں قلمبند کئے جائیں گے۔ نیز اس تحقیقات کا اثر جن مقامی اشخاص و جماعتوں پر پڑتا ہو ان کی طرف سے وکلا کو حاضر اجلاس رہنے کی اجازت ہوگی لیکن وکلا کو گواہوں سے سوال یا جرح کا حق نہ ہوگا البتہ وہ کسی خاص سوال کے متعلق کمیٹی کی توجہ منعطف کرا سکیں گے۔ جو ان کی رائے میں کسی گواہ سے پوچھا جانا چاہئے نیز تحقیقات پر وہ کمیٹی کو خطاب کر سکیں گے کمیٹی کے اجلاس کی تاریخ و وقت کا اعلان کمیٹی کی جانب سے لاتور اور حیدرآباد میں ہوگا۔

پبلک کارکنوں کے مشاغل

مسٹر گوپال راؤ بورگاؤں کر کی آئندہ ہفتہ کانگریس بمقام گلبرگہ سرکار عالی کے اضلاع کا دورہ کریں گے تاکہ مسٹر سارنگ صدر کل ہند ہندو مہاسبھا کی سالگرہ کے موقع پر حیدرآباد کی طرف سے کیسہ زر پیش کرنے کے لئے سرمایہ جمع کریں۔

مسٹر ناگر راؤ معتمد ہندو کانفرنس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۱۵ ر خورداد سے نظام آباد میں پہلی ہندو کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ ۱۵ ر خورداد کو مسٹر شنکر راؤ بورگاؤں کر کا جلوس نکالا جائے گا۔ تین روز تک اجلاس جاری رہیں گے جس میں مسٹر گوپال راؤ، مسٹر کیسکر اور مسٹر موہن لال ورما کی تقریریں ہوں گی۔

ہندو پرچار منڈل کی مجلس عاملہ کے ایک اجلاس میں ملک کی موجودہ غذائی صورت حال کا مطالعہ کرکے مناسب سفارشات پیش کرنے کے لئے ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ ایک اور قرارداد کے ذریعہ مجلس عاملہ نے منڈل کی تمام شاخوں کو ہدایت دی ہے کہ وہ مزارعین کی موجودہ حالت کے متعلق تعین مالگزاری، مقروضیت اور پیداوار اور آمدنی و خرچ کے تعلق سے ایک مفصل رپورٹ مرکز کو روانہ کریں تاکہ منڈل کی جانب سے ان مشکلات کو حکومت کے آگے پیش کیا جاسکے۔

ڈاکٹر جیسوریا نائیڈو کی صدارت میں آندھرا کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ معتمد کی پیش کردہ رپورٹ منظور کرنے کے بعد جلسہ نے مجلس کے قواعد کو منظور کیا۔ مجلس استقبالیہ کے کام کو چلانے کے لئے (۵) ذیلی مجالس تشکیل دی گئیں۔

نظام آباد میں دوسری آریہ کانفرنس ۲۲ سے ۲۴ اپریل تک منعقد ہوگی۔ مسٹر ونائک راؤ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ۱۸ر اپریل کو نظام آباد روانہ ہو رہے ہیں۔ سناجار ( ) کے صدر کا جلوس (۵۱) بیلوں کا نکالا جائے گا اور وہاں کے بڑے رستوں سے گزرے گا۔

ہندو سیوا سنگھ کی سرپرستی میں بمقام سکندرآباد شری رام نومی منایا گیا۔ اس موقع پر مسٹر ایس - وی - ڈاکٹر راؤ نے ہندو دھرم کے اتحاد پر تقریر کی۔

ورنگل ڈسٹرکٹ آندھرا کانفرنس کا سالانہ جلسہ ۱۰ جون میں بمقام محبوب آباد منعقد ہوگا۔

کبادی پرچار سنگھ کی شاخ سکندرآباد نے ۱۹ اپریل کو یوم ہفتہ منایا۔ مسٹر ہجیندر راؤ انتونے جلسہ کی صدارت کی۔ ڈاکٹر جیسوریا نائیڈو و مسٹر کاشی ناتھ راؤ نے دیا۔

مسٹر علامہ جبو مسلیلہ اور مسٹر شام راؤ وغیرہ نے تقریر کیا۔

مولوی بہادر خاں صاحب صدر اتحاد المسلمین اور مولوی رشید ترابی صاحب مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ کی شرکت کی غرض سے دہلی روانہ ہوئے۔

مولوی بہادر خاں صاحب نے ۱۷ ر خورداد کو بمقام محمد روش کتب خانہ کی شاخ کا افتتاح فرمایا۔

مولوی رشید ترابی صاحب رکن عاملہ مجلس اتحاد المسلمین کو صدر صاحب نے شریک معتمد نامزد کیا۔

۳ شکر کے زہونے کا عذر کرنے لگے۔

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ساہوکاری و بیوپاری ذہنیت و فطرت اس کی متقاضی ہے کہ جب منفعت کی خاطر نوع انسانی کی ہمدردی بھی ختم کردی جائے۔ ہم راجہ گیرد ہال صاحب معتمد ساہوکاران و بیوپاران سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ راجہ کشن داس گوپال داس کے بیان ذخیرگی کی تردید کے بجائے ساہوکاروں و بیوپاروں کی انجام و تقسیم پر زیادہ وقت صرف دستی کی جائے گی کہ جوار شکر اعلیٰ اشیاء صرف جو غریبوں کے لئے ضروری ہیں ۔ ذخیرہ نہ کئے جائیں۔

(دردوغور)

جوار یقیناً ذخیرہ کی گئی ہے

ساہوکار کے جواب میں ٹھیکدار کا بیان

حیدرآباد ۱۳ ر خورداد ۔ مسٹر فراز حسین صاحب ٹھیکدار اپنے ایک بیان میں لکھتے ہیں کہ :-

" راجہ کشن داس صاحب نے ذخیرہ کرنے والوں کے متعلق جن حقائق کا اظہار کیا ہے اس کی تردید میں مسٹر گیرد ہال معتمد انجمن ساہوکاران و بیوپاران نے جو بیان شائع کروایا ہے وہ ان حقائق پر پردہ نہیں ڈال سکتا جو صد فیصد صحیح ہے ۔ مسٹر گیرد ہال کا یہ بیان کہ جوار کا ذخیرہ نہیں کیا گیا صحیح نہیں ہے بلکہ راجہ صاحب کے خیال کے موافق ذخیرہ کرنے کو صحیح باور کرنا چاہئے ۔ اس لئے کہ جب حکومت نے گیہوں کی قیمت پر نگرانی قائم کی تو کسی ساہوکار و بیوپاری کے پاس سے گیہوں کی فروخت نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ صاف جواب دیا جاتا تھا کہ گیہوں کا ایک دانہ بھی ان کے پاس نہیں ہے چہ جائیکہ ذخیرہ ہو ۔ جب حکومت نے نگرانی برخاست کردی تو یہ عمل برسا ہوکار و بیوپاری نے علی الاعلان گراں نرخ پر گیہوں کی فروخت شروع کردی جب گیہوں کا ذخیرہ نہیں کیا گیا تھا تو کیا کسی فرشتہ غیبی نے ساعت بھر میں سب کو گیہوں تقسیم کردیا کہ پہلے کے بھی فروخت ہونے لگے ۔

شکر پر بھی نگرانی قائم ہونے سے ایک روز پیشتر بھی بازار میں شکر آسانی سے ملتی تھی مگر نگرانی قائم ہوتے ہی ہر بیوپاری

[illegible] عثمانیہ دفتر مکتب سالجہ [illegible] شائع ہوا۔